https://farid.ps/articles/israel_right_to_exist_and_defend_itself/ur.html

اسرائیل کا وجود اور خود دفاعی حق: ایک قانونی تجزیہ

عبارتیں کہ "اسرائیل کو وجود کا حق ہے اور خود کا دفاع کرنے کا حق ہے" اکثر اسرائیل-فلسطین تنازعہ میں اس کے اقدامات کو جواز بخشنے کے لیے استعمال کی جاتی ہیں۔ تاہم، بین الاقوامی قانون کے تحت، یہ دعوے نہ تو مطلق ہیں اور نہ ہی غیر مشروط۔ یہ تجزیہ اسرائیل کے "وجود کے حق" اور "خود دفاعی" دعوؤں کا جائزہ لیتا ہے، جو کہ قبضے اور فلسطینیوں کے حقوق کے پس منظر میں ہے، کلیدی قانونی فریم ورکس جیسے کہ اقوام متحدہ کا چارٹر، جنیوا کنونشنز، اور عالمی عدالت انصاف (ICJ) کے فیصلوں کا حوالہ دیتے ہوئے۔ یہ دلیل دی جاتی ہے کہ جبکہ فلسطینیوں کے پاس زندگی، خود ارادیت، اور مزاحمت کے اچھی طرح سے قائم حقوق ہیں، اسرائیل کے ان شعبوں میں قانونی دعوے زیادہ کمزور ہیں اور اکثر اس کی قبضہ دار طاقت کے طور پر ذمہ داریوں سے مطابقت نہیں رکھتے۔

کیا اسرائیل کے پاس قانونی "وجود کا حق" ہے؟

بین الاقوامی قانون میں، ریاستیں کے لیے کوئی واضح "وجود کا حق" نہیں ہے۔ ریاستی حیثیت اس کے بجائے **مونٹیویڈیو کنونشن (1933)** کی بنیاد پر ایک حقیقتاتی تعین ہے، جو درج ذیل تقاضوں کو ضروری قرار دیتی ہے: - مستقل آبادی، - ایک متعین علاقہ، - ایک فعال حکومت، - اور غیر ملکی تعلقات میں مشغول ہونے کی صلاحیت۔

اسرائیل ان معیارات کو پورا کرتا ہے اور اقوام متحدہ کا ایک تسلیم شدہ رکن ملک ہے۔ تاہم، "وجود کے حق" کا خیال ایک سیاسی دعویٰ ہے، نہ کہ قانونی اصول۔ کوئی معاہدہ یا رواجی قانون ریاستیں کو دائمی وجود کا کوئی تجریدی حق عطا نہیں کرتا۔

اس کے برعکس، فلسطینی عوام کے پاس مکمل ریاستی حیثیت کے فقدان کے باوجود قانونی طور پر تسلیم شدہ حقوق ہیں۔ **اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کی قرارداد 3236 (1974)** ان کے "ناقابل تنسیخ حقوق" کو خود ارادیت اور قومی آزادی کے طور پر تسلیم کرتی ہے۔ ICJ نے اپنی 2004 اور 2024 کی مشاورتی رائے میں تصدیق کی ہے کہ فلسطینیوں کو خود ارادیت کا حق حاصل ہے، جو اسرائیل کے جاری قبضے سے رکاوٹ بنتا ہے۔ 140 سے زائد اقوام متحدہ کے رکن ممالک فلسطین کو ایک ریاست کے طور پر تسلیم کرتے ہیں، جو اس کی خواہشات کے قانونی وزن کو اجاگر کرتا ہے۔ اس طرح، اگرچہ اسرائیل ایک ریاست کے طور پر موجود ہے، اس کا "وجود کے حق" کا دعویٰ اس قانونی بنیاد سے محروم ہے جو فلسطین کے خود ارادیت کے حق کے پاس ہے۔

کیا اسرائیل قانونی طور پر ایک مقبوضہ آبادی کے خلاف خود کا دفاع کر سکتا ہے؟

اسرائیل اکثر **اقوام متحدہ کے چارٹر کے آرٹیکل 51** کا حوالہ دیتا ہے، جو مسلح حملے کے خلاف خود دفاعی کی اجازت دیتا ہے، تاکہ غزہ، مغربی کنارے، اور مشرقی یروشلم میں فوجی کارروائیوں کو جواز فراہم کیا جا سکے۔ تاہم، یہ شق بین الریاستی تنازعات پر لاگو ہوتی ہے، نہ کہ ایک قبضہ دار طاقت کے اس آبادی کے خلاف اقدامات پر جو اس کے کنٹرول میں ہے۔ ICJ نے مسلسل فیصلہ کیا ہے کہ اسرائیل ان علاقوں میں قبضہ دار طاقت ہے، یعنی اس کا طرز عمل **بین الاقوامی انسانی قانون (IHL)** کے تحت، خاص طور پر **چوتھی جنیوا کنونشن** کے تحت، آرٹیکل 51 کے بجائے، منظم ہوتا ہے۔

IHL کے تحت، ایک قبضہ دار طاقت کو: - شہریوں کی حفاظت کرنی چاہیے، - اجتماعی سزا سے گریز کرنا چاہیے، - آبادکاری کی توسیع سے باز رہنا چاہیے، - اور متناسب قوت استعمال کرنی چاہیے۔

ICJ کی 2024 کی رائے میں پتا چلا کہ اسرائیل کی فوجی کارروائیاں، آبادکاری کی پالیسیاں، اور غزہ کی ناکہ بندی ان ذمہ داریوں کی خلاف ورزی کرتی ہیں، جو کہ حقیقت میں الحاق اور ممکنہ جنگی جرائم کے مترادف ہیں۔ ایک قبضہ دار طاقت کے طور پر، اسرائیل اس عوام کے خلاف قانونی طور پر خود دفاعی کا دعویٰ نہیں کر سکتا جسے وہ قابض رکھتا ہے؛ اس کے بجائے، اسے ان کے حقوق کو برقرار رکھنے کی پابندی ہے۔ یہ ان علاقوں میں اسرائیل کی دفاعی کارروائیوں کی قانونی بنیاد کو کمزور کرتا ہے۔

فلسطینیوں کے بین الاقوامی قانون کے تحت کیا حقوق ہیں؟

فلسطینیوں کے حقوق بین الاقوامی قانون میں مضبوطی سے جڑے ہوئے ہیں، جو اسرائیل کے زیادہ مبہم دعوؤں کے برعکس ہیں:

- **زندگی کا حق: ICCPR کے آرٹیکل 6 اور UDHR کے آرٹیکل 3** میں درج، یہ حق جنگ کے دوران بھی ناقابل تنسیخ ہے۔ فلسطینیوں کو ہدف بنائے گئے قتلوں، گھروں کی مسماری، اور طبی رسائی کی پابندیوں کے ذریعے منظم خلاف ورزیوں کا سامنا ہے، جیسا کہ انسانی حقوق کے گروپوں نے دستاویزی کیا ہے۔

- **خود ارادیت کا حق: اقوام متحدہ کے چارٹر کے آرٹیکل 1، ICCPR، اور ICESCR** میں تصدیق شدہ، یہ حق تمام اقوام پر لاگو ہوتا ہے۔ ICJ اور اقوام متحدہ نے بارہا نوٹ کیا کہ اسرائیل کا قبضہ فلسطینیوں کو اس حق سے محروم کرتا

ہے، جبکہ اسرائیل نے پہلے ہی ریاستی حیثیت حاصل کر لی ہے۔

یہ حقوق فلسطینیوں کو تنازعہ میں ایک مضبوط قانونی پوزیشن دیتے ہیں، کیونکہ وہ غیر ملکی کنٹرول کے تحت رہتے ہیں جبکہ اسرائیل خودمختاری کا استعمال کرتا ہے۔

کیا فلسطینی مزاحمت جائز ہے، یا یہ دہشت گردی ہے؟

اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کی قرارداد 37/43 (1982) نوآبادیاتی یا غیر ملکی تسلط کے تحت اقوام کے حق کو تسلیم کرتی ہے کہ وہ قبضے کے خلاف مزاحمت کریں، بشمول مسلح جدوجہد، بشرطیکہ یہ IHL کے مطابق ہو (مثال کے طور پر، شہریوں کو نشانہ بنانے سے گریز کرنا)۔ یہ اسرائیل کے قبضے کے خلاف فلسطینی مزاحمت کو جائز قرار دیتا ہے۔

تاہم، اسرائیل اور امریکہ اکثر ایسی مزاحمت کو "دہشت گردی" کا لیبل لگاتے ہیں، جو اس کی قانونی بنیاد کو دھندلا دیتا ہے۔ تاریخی مماثلتیں اسے دوہرا معیار ظاہر کرتی ہیں: - امریکہ نے برطانوی حکمرانی کے خلاف پرتشدد بغاوت لڑی، جس میں بوسٹن ٹی پارٹی جیسے اقدامات شامل تھے۔ - اسرائیل کے قیام میں **ارگن** اور **لیہی** جیسے گروہ شامل تھے، جنہیں برطانویوں نے دہشت گرد قرار دیا تھا، لیکن **مینا خیم بیگن** جیسے افراد بعد میں رہنما بنے۔ - جنوبی افریقہ کے اپارتھائیڈ دور کے دوران، امریکہ نے نیلسن منڈیلا اور ANC کو دہشت گرد قرار دیا، لیکن اب ان کی جدوجہد کی تعریف کی جاتی ہے۔

فلسطینیوں کو ان معاملات میں استعمال ہونے والے جائز مزاحمت کے فریم ورک سے محروم کرنا تاریخ اور قانون سے متصادم ہے۔

کیا فلسطین کو تسلیم کرنا "دہشت گردی کو انعام دینا" ہے؟

اسرائیل اور امریکہ کا دعویٰ ہے کہ فلسطین کو تسلیم کرنا تشدد کی توثیق کرتا ہے۔ تاہم، ان کی اپنی تاریخ - اسرائیل کی برطانوی مینڈیٹ کے خلاف بغاوت اور امریکہ کی انقلابی جنگ - اس موقف کی نفی کرتی ہے۔ **اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کی قرارداد 67/19 (2012)** نے فلسطین کو غیر رکن مبصر ریاست کا درجہ دیا، جو اس کی خود ارادیت کے لیے عالمی حمایت کی عکاسی کرتا ہے، نہ کہ اس کی حکمت عملیوں کی۔ تسلیم بین الاقوامی قانون کے مطابق ہے اور قبضے کی جڑیں مسائل کو حل کرتا ہے، نہ کہ تشدد کو انعام دیتا ہے۔

نتیجہ

اسرائیل بین الاقوامی قانون کے تحت ایک ریاست کے طور پر موجود ہے، لیکن ریاستی حیثیت کے حقائق کے معیارات سے ہٹ کر کوئی قانونی "وجود کا حق" نہیں ہے۔ اس کا آرٹیکل 51 کے تحت خود دفاعی کا دعویٰ مقبوضہ علاقوں پر لاگو نہیں ہوتا، جہاں IHL قبضہ دار طاقت پر سخت ذمہ داریاں عائد کرتا ہے – ذمہ داریاں جن کی اسرائیل نے خلاف ورزی کی ہے۔ اس دوران، فلسطینیوں کے پاس زندگی، خود ارادیت، اور مزاحمت کے واضح طور پر قانونی طور پر محفوظ حقوق ہیں، جو قبضے سے انکار کیے جاتے ہیں۔ ان کی جدوجہد کو "دہشت گردی" کا لیبل لگانا، امریکہ، اسرائیل، اور جنوبی افریقہ کی تاریخوں میں دیکھی گئی بدنام نوآبادیاتی بیان بازی کی بازگشت ہے۔ فلسطین کو تسلیم کرنا بین الاقوامی قانون اور تاریخی انصاف کو پورا کرتا ہے، نہ کہ تشدد کو۔ امن کے لیے قانون کا مساوی اطلاق درکار ہے، نہ کہ ایک فریق کو بیاناتی دعوؤں سے تحفظ دینا۔